In the name of Allah, the compassionate, the merciful

به نام خداوند بخشنده مهربان

NoorolAmin

صیہونی رجیم کے ساتھ نارملائزیشن

فقہی نقطہ نظر سے

ابوالحسن حمید المقدس الغریفی

مترجم: سید توقیر عباس کاظمی

حرف ناشر

انقلاب اسلامی کی عظیم کامیابی اور ارتباطات کے عالمی سطح پر وسعت پانے سے مسلمان دانشمندوں کو انسانی علوم کے شعبہ سے متعلق سوالات اور نئے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا ہے جو عصر حاضر میں حکومت سنبھالنے کی سنگین ذمہ داری کی بنا پر پیش آئے ہیں- ایسا دور کہ جس میں ملکوں کو ادارہ کرنے میں تمام پہلوؤں میں دین و سنت کی پابندی ایک بہت بڑا چیلنج ہے- اسی بنا پر دین کے شعبہ میں عالمی معیاروں اور خالص و عمیق افکار و نظریات کے روزآمد، منظّم، عملی طور پر مفید اور جامع و عمیق مطالعہ اور تحقیق کی ضرورت ہے- نیز دین کے شعبہ میں تحقیقات انجام دینے والے محققین کی تربیت اور انہیں فکری انحراف سے محفوظ رکھنا اس شجرہ طیبہ کے معماروں بالخصوص رہبر کبیر امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ اور رہبر معظم انقلاب اسلامی ظلّہ کے نزدیک انتہائی اہمیت کا حامل ہے-

مغربی تہذیب و ثقافت کا سوشل میڈیا اور ارتباطات کے میدان میں عالمی سطح پر وسعت پانا اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ اس موضوع سے لگاؤ رکھنے والے افراد اور محققین کو چاہیئے کہ وہ بلند افکار اور اعلیٰ اقدار سے آشنائی پیدا کریں اور یہ اہم ذمہ داری مختلف تخصصی شعبوں کے ایجاد کرنے، جدید علمی متون تولید کرنے، علوم کے دائرہ کو وسیع کرنے اور طلاب کی منظّم تعلیم و تربیت کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہے- یہ سلسلہ کبھی بنیادی مباحث کے انجام دینے اور تخصصی متون تدوین کرنے سے اور کبھی علمی مسائل کو زیر قلم لانے سے حاصل ہوتا ہے-

تعلیمی مراکز ایک منظّم، قانونی اور جدید تعلیمی نظام کے سایہ میں ہی رشد و ترقی کر سکتے ہیں- درسی نصاب اور تعلیم و تحقیق کے طریقہ کار پر نظر ثانی اور انہیں جدید ٹیکنالوجی سے لیس کرنا علمی و تحقیقاتی مراکز کی ترقی کا باعث بنتا ہے-

نور الامین

فہرست

مقدمہ مترجم ______ ۷

مقدمہ مؤلف ______ ۹

تمہید ______ ۱۱

صیہونی رجیم ______ ۱۱

وقت گزرنے سے قبضے کو جائز نہیں بنایا جاسکتا ______ ۱۲

"تطبیع" کا مفہوم ______ ۱۳

پہلی بات: صیہونی رجیم کے ساتھ نارملائزیشن کے بارے شرعی مؤقف ______ ۱۷

حکم کا موضوع ______ ۱۷

حکم ______ ۱۸

پہلی دلیل ______ ۲۰

دوسری دلیل ______ ۲۵

تیسری دلیل ______ ۲۶

چوتھی دلیل ______ ۲۸

پانچویں دلیل ______ ۳۲

حکم کا متعلق ______ ۳۵

دوسری بات: یہودیوں اور عیسائیوں کا رویہ، ماضی اور حال کے آئینہ میں ______ ۳۷

قرآن میں یہودیوں کی خصوصیات ______ ۳۹

یہودی اور عیسائی، ماضی اور حال کے آئینہ میں ______ ۴۶

عرب حکمران اور یہود و نصاریٰ کے بارے ان کا موٗقف ____ ۴۹
پہلی صورت ____ ۵۳
دوسری صورت ____ ۵۴
تیسری بات: شکوک و شبہات اور جوابات ____ ۵۵
پہلا شبہ ____ ۵۵
دوسرا شبہ ____ ۵۸
تیسرا شبہ ____ ۶۱
چوتھا شبہ ____ ۶۴
چوتھی بات: مسئلہ فلسطین کے حوالے سے شیعہ مراجع کا موٗقف ____ ۶۹
نتیجہ ____ ۷۹

مقدمہ مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ للهِ رب العالمين والصلاة و السلامة على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين المعصومين. أمّا بعد

سنہ ۱۹۴۸ء کو مشرق وسطیٰ میں واقع مسلمانوں کے قبلہ اول کی سرزمین، ارضِ فلسطین پر شب خون مارتے ہوئے ایک غاصب صیہونی رجیم کا قیام عمل میں لایا گیا، جس کے فورا بعد اُسوقت کی بہت سی مسلم شخصیات نے اس یہودی رجیم کے قیام کی شدید مخالفت کرتے ہوئے فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کی پرزور حمایت کی۔ انہی مخالفت کرنے والوں میں بانی پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ بھی شامل ہیں جنہوں نے اسرائیل کو ایک ایسی ناجائز ریاست قرار دیا جسے ہر گز تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

مسلم شخصیات کی طرف سے صیہونی رجیم کے قیام کی ایسی شدید مخالفت اور فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کی حمایت کی بنیادی وجہ، اسلامِ ناب کی وہ بنیادی تعلیمات ہیں جن سے کسی بھی اسلامی مذہب و مسلک کو کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا؛ لیکن افسوس کہ عصرِ حاضر میں بعض مسلم ممالک کے حکمرانوں کی طرف سے صیہونی رجیم کے ساتھ نارملائزیشن اور معمول کے تعلقات استوار کرنے کا رجحان دکھائی دے رہا ہے۔ ایسی صورتحال میں اس مسئلہ کو دوبارہ قرآن واحادیث کے تناظر میں دیکھنا ضروری ہے۔

زیرِ نظر کتاب، صیہونی رجیم کے ساتھ نارملائزیشن کے موضوع پر آیت اللہ سید حمید المقدس الغریفی حفظہ اللہ کی علمی تحقیق ہے جس میں اسرائیلی صیہونی رجیم کے ساتھ

معمول کے تعلقات استوار کرنے کے حوالے سے قرآن واحادیث کے تناظر میں فقہی نقطہ نظر بیان کیا گیا ہے۔

اس منفرد تحقیق میں مصنف نے صیہونی رجیم کے ساتھ نارملائزیشن کے مسئلہ پر چند مختلف پہلوؤں سے تحقیق و جستجو کرتے ہوئے، ماضی اور حال کے آئینہ میں اسلام و مسلمین کے حوالے سے یہودیوں اور عیسائیوں کے رویہ اوران کے طرزِ عمل کو مستند انداز سے بیان کیا ہے۔ مصنف نے اس موضوع کے بارے میں رائج چند اہم شبہات کے جوابات بھی دیئے ہیں اور مسئلہ فلسطین کے حوالے سے شیعہ مذہبی اتھارٹی یعنی مراجع عظام کے مؤقف کو بھی بہترین انداز میں پیش کیا ہے۔

واضح رہے کہ اس تحقیق کے بنیادی مطالب کو درج ذیل چار باتوں کے عنوان سے پیش کیا گیا ہے:

پہلی بات: صیہونی وجود کے ساتھ نارملائزیشن کے بارے میں شرعی موقف؛

دوسری بات: یہودیوں اور عیسائیوں کا رویہ، ماضی اور حال کے آئینہ میں؛

تیسری بات: شکوک و شبہات اور جوابات؛

چوتھی بات: مسئلہ فلسطین کے حوالے سے شیعہ مراجع عظام کا مؤقف۔

یہ تحقیق، اپنے موضوع سے متعلق علمی استدلالوں اور تخلیقی نظریات کا مجموعہ ہے جسے وقت کی ضرورت کے تحت امتِ مسلمہ کے سامنے پیش کیا جارہاہے۔ امید ہے کہ تمام مسلمان اس کتاب کے مطالب سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے اسلام اور امتِ مسلمہ کے وسیع مفادات کی حفاظت کے لیے صیہونی رجیم کی مخالفت اور مظلوم فلسطینی مسلمانوں کی حمایت کے حوالے سے اپنی دینی و شرعی ذمہ داری کو بخوبی نبھائیں گے اور دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی حاصل کریں گے۔

والسلام

سید توقیر عباس کاظمی

2023/06/23

رابطہ: tqrkazmi@yahoo.com

مقدمہ مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰہِ رب العالمین والصلاۃ و السلام علی سیدنا محمد وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین. أمّا بعد

صیہونی ریاست کے ساتھ نارملائزیشن کے لیے بعض حکومتوں کی جلدبازی اور ان کے نظریات بدل جانے کے نتیجے میں، اقوام کے اصولوں، اقدار، اخلاقیات اور اُن کے حقوق کے حوالے سے بدبختی اور بڑے خطرے کی گھنٹی بج رہی ہے، جیساکہ یہی چیز اقوام کے درمیان افراتفری پھیلنے میں بھی مددگار ثابت ہو رہی ہے، اور پھر حال ہی میں کچھ ایسی خود غرض آوازیں بھی سنائی دے رہی ہیں جو فہم و فراست رکھنے والی مرجعیت کی توہین کر رہی ہیں، اس دعویٰ کے ساتھ کہ اُن سے صیہونی رجیم کے ساتھ نارملائزیشن کی توقع اور امکان پایا جاتا ہے۔ اس دعویٰ کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ تاریخ اور اس ذمہ دارانہ (دینی و الٰہی) منصب کی صاحبِ اختیار موجودہ شخصیات سے جاہل ہیں۔ لہٰذا میں نے ضروری سمجھا کہ مصروفیات کی کثرت اور ذہنی اضطراب کے باوجود صیہونی رجیم کے ساتھ نارملائزیشن کے حوالے سے شرعی موقف بیان کرنے کی ذمہ داری نبھاؤں، اس یقین کے تحت کہ خطرات، چیلنجز اور شکوک و شبہات کا سامنا کرنے اور مسلم ممالک میں مظلوموں کے حقوق کے دفاع کے لیے شرعی ذمہ داری کو پورا کرنا چاہیے، نیز یہ کہ ان مظلوموں کے دفاع اور

عظیم قربانیوں کے بدلے میں آزاد مزاحمت کے کردار کو اجاگر کیا جائے، وہ عظیم قربانیاں جو شان و شوکت، عزت اور کرامت کی نمائندگی کرتی ہیں، تاکہ ہم صیہونی وجود اور عالمی استکباری نظام سے منسلک بدعنوان، غداروں اور کرائے کے ایجنٹوں کی طرف سے شیعہ مرجعیت کے خلاف سازشوں کے دباؤ کے باوجود، عظیم دینی مرجعیت کی رہنمائی، ہدایت، اُن کی حمایت اور اُن کے ذمہ دارانہ الہی مؤقف کے مطابق عمل کرنے کے ذریعہ امت کو سربلند کر سکیں۔

پس میں نے عجلت میں یہ مختصر تحقیق لکھنے کی کوشش کی، جس میں اس مسئلہ سے متعلقہ متعدد فوائد پیش کیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہیں کہ وہ ہمیں اس مقصد میں کامیابی عطا فرمائے اور اسے ہمارے لیے ذخیرہ آخرت قرار دے، کیونکہ وہ سب کچھ سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

ابو الحسن حمید المقدس الغریفی

النجف الاشرف

۲۶ صفر ۱۴۴۲؛ بمطابق ۱۴، ۱۰، ۲۰۲۰ء

امیر المومنینؑ کے حرم کے جوار سے

تمہید

صیہونی رجیم کے ساتھ نارملائزیشن کے حوالے سے شرعی مؤقف جاننے کے لیے، موضوع کی شناخت کے طور پر چند اہم نکات کا احاطہ کرنا ضروری ہے، کیونکہ حکم کا جاننا موضوع کی شناخت پر موقوف ہے، چاہے وہ موضوع ذہن میں تصور کے طور پر موجود ہو یا خارج میں حقیقی طور پر موجود ہو۔ اور موضوع کے لیے حکم کے ثابت ہونے کے بعد، کچھ دیگر ایسی چیزیں بھی ہیں جو اسی سے سامنے آتی ہیں اور اس کے طول میں واقع ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک چیز وہی ہے جسے "حکم کے متعلق" کے عنوان سے جانا جاتا ہے، یعنی وہ فعل ہے جس کا خارج میں بجا لانا مکلّف پر واجب ہے۔ جیسا کہ نماز کے عمل کو خارج میں بجالانے کا حکم، یا غصب کا فعل انجام دینے یا قابض و غاصب دشمن کے ساتھ نارملائزیشن کی ممانعت۔

مذکورہ نکتہ کی روشنی میں "شرعی موقف" کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے، اب یہاں کچھ ایسے مفاہیم اور اصطلاحات کی وضاحت ضروری ہے جو شرعی حکم کی قسم کے تعین میں موثر ہیں؛ جیسے: صیہونی رجیم کی اصطلاح، نارملائزیشن کا مفہوم، اور اس سے متعلقہ مسائل۔

صیہونی رجیم

یہ ایک نسل پرست حکومت ہے جس کی بنیاد مغربی وعدوں اور معاہدوں

کے تحت مسلمانوں اور عربوں کی سرزمین پر ناجائز طور سے قبضہ کرنے پر ہے، تاکہ اس طرح عرب ممالک کے بعض شیوخ کی منظوری کے ساتھ فلسطین میں یہودیوں کے لیے اُن کے قومی وطن کا قیام عمل میں لایا جائے۔ اس طرح یہ ریاست، اپنے وجود اور شرعی حکم کے لحاظ سے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ جبکہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ فلسطین میں بیت المقدس بھی شامل ہے جو کہ (مسلمانوں کا) قبلہ اول ہے، جیسا کہ یہ مسلمانوں کی ایک مسجد بھی ہے جو شرعی اور قانونی طور پر مسلمانوں کے اوقاف سے مربوط ہے؛ لیکن اس کے باوجود دنیا کے مختلف ممالک نے ایک بین الاقوامی منصوبے کے تحت اپنے اپنے ملکوں سے یہودیوں کو نکالنے کا کام شروع کیا تاکہ انہیں فلسطین میں آباد کریں اور یوں مختلف اور متضاد قوموں اور متعدد زبانوں کے لوگوں پر مشتمل ایک ریاست قائم کریں جو صرف مال و دولت کی خاطر اکٹھے ہوں اور نظریاتی اعتبار سے اپنی وعدہ شدہ سرزمین کے عقیدہ پر متحد ہوں۔

وقت گزرنے سے قبضے کو جائز نہیں بنایا جاسکتا

خواہ کتنا ہی وقت کیوں نہ گزر جائے، صیہونی عناصر کے ذریعہ فلسطین کی سرزمین پر قبضے اور غصب کا عنوان برقرار رہے گا، اور اس کے لیے حق کو صاحبِ حق کی طرف پلٹانے کا شرعی اور عقلی حکم نافذ ہو گا؛ کیونکہ غصب، شریعت کی رو سے حرام اور عقلی طور پر قابل مذمت ہے۔ چونکہ طولانی وقت گزرنے کے ساتھ حقوق ختم نہیں ہو جاتے بلکہ ہمیشہ محفوظ رہتے ہیں؛ جیسا کہ طولانی وقت گزرنے کے بعد کسی نقصان کو شرعی حیثیت حاصل نہیں ہو جاتی؛ لہٰذا کسی بھی حق کی واپسی ضروری ہے چاہے اس پر کتنا ہی عرصہ گزر جائے۔ اس بنا پر دوسروں کی سرزمین پر ناجائز قبضے کا بہرحال خاتمہ ضروری ہے، جیسا کہ ناحق قابضوں اور غاصبوں کے بارے میں خاموش رہنا بھی یقیناً حرام اور قبیح ہے، چہ جائیکہ ان کے کام سے راضی

ہوں یاان کی مدد کریں؛اور یہ ایساکام ہے جس سے مومنین، باکرامت اور آزاد لوگ پرہیز کرتے ہیں۔ لہٰذا فلسطین کی سرزمین پر غاصب قابض کے موجود رہنے اور اس پر جبر، تسلط اور خونریزی کے ذریعے حکمران کی حیثیت سے تصرف کرنے کو کوئی شرعی جواز حاصل نہیں ہے۔

اس کے علاوہ اقوام متحدہ کے قوانین، سلامتی کونسل کے اقدامات اور ریاستوں کے تعلقات، اگر شریعت، عقل اور عوام کے حقوق کے منافی ہوں تو اس سے بھی ناجائز قبضہ، جائز قرار نہیں پا سکتا اور نہ ہی اس سے کسی غاصب رجیم کو حقیقت میں ریاست کا درجہ مل سکتا ہے، چاہے اس کے حق میں کتنے ہی بل پاس ہوں، کتنے ہی فیصلے سامنے آئیں، کتنے ہی قوانین پاس ہوں یا احکامات جاری کیے جائیں؛ کیونکہ خدا کا ارادہ ہر ارادے سے بڑھ کر ہے۔ اسی وجہ سے لوگوں میں اپنے حقوق کے تحفظ اور ان کی بحالی کی خواہش پیدا ہوتی ہے، جو ظالموں کے ارادے سے بہت بلند ہے؛ لہٰذا صیہونی رجیم بہرصورت ایک غاصب، قابض اور دشمن ہی رہے گی، اور اُس کی یہ صفت اُس وقت تک ختم نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ خود صفحہ ہستی سے مٹ نہ جائے۔ ایسے غاصبانہ قبضے کو روکنے کا پہلا قدم یہ ہے کہ اس رجیم کو سماجی، سیاسی، اقتصادی، سلامتی، ثقافتی اور اسی طرح کے دیگر معاملات میں الگ تھلگ کر دیا جائے، جس کا مطلب ہے کہ ہر پہلو سے اور مختلف طریقوں سے اس کا بائیکاٹ کر دیا جائے۔

"تطبیع" کا مفہوم

عربی زبان کا یہ لفظ "طبّع" کا مصدر ہے، جس کا معنی "دشمن کے ساتھ تعلقات کو نارمل بنانا اور معمول کے تعلقات استوار کرنا" ہے، گویا ان کے درمیان کوئی دشمنی نہ ہو۔ عربی زبان میں "التطبیع" ایک سیاسی اصطلاح بن چکی ہے جو صیہونی دشمن کے ساتھ معمول کے تعلقات قائم کرنے کو قانونی حیثیت

دینے کے لیے استعمال ہوتی ہے (جس کے لیے ہم نے "نارملائزیشن" کی اصطلاح استعمال کی ہے) جس کا نمایاں مصداق صیہونی رجیم کے ناجائز قابض، غاصب اور قاتل ہونے کے باوجود، اُن کے ساتھ ہر طرح کے سماجی، ثقافتی، سیاسی، اقتصادی اور سلامتی امور وغیرہ کی سطح کے تعلقات استوار کرنا ہے، اس طرح سے کہ مذکورہ حقیقت کے باوجود اُن کے ساتھ اس طرح زندگی گزاری جائے کہ گویا یہ ایک نارمل صورتحال ہے اور ان کے درمیان کبھی کوئی اختلاف، عداوت، جھگڑا، غصب شدہ حقوق، بہتا ہوا خون، گھروں سے بے دخلی، لوگوں کو قیدی بنانا اور مسلسل مظلومیت کبھی نہ رہی ہو۔ یہ سب کچھ صیہونی رجیم کے ساتھ نارملائز کرنے والی ریاستوں اور ان کے حکمرانوں کے مفادات کا خیال رکھنے کے جھوٹے پردوں میں اور خیالی بہانوں کے تحت، امتِ مسلمہ اور اس کے حقوق اور مقدسات سے غداری کرتے ہوئے انجام پا رہا ہے۔

نیز یہ کہ کچھ حکومتوں کی صیہونی رجیم کے ساتھ نارملائزیشن کی طرف بڑھنے میں تیزی، اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ درحقیقت اُن کے ارادے اور طبیعت میں ایک طرح کا معاہدہ موجود ہے، اور اُن کے درمیان گہرے اور پائیدار تعلقات پائے جاتے ہیں جو پوشیدہ فطری ارادوں کے مطابق کام کرتے ہیں اور ایک جامع نارملائزیشن کی تمہید کے طور پر اس طرح بتدریج مرحلہ وار آگے بڑھ رہے ہیں تا کہ اپنی عوام کے ساتھ تصادم سے بھی بچے رہیں۔اسی چیز نے اُنہیں اس بات پر مجبور کیا ہے کہ وہ تیزی کے ساتھ ہر طرح کی مزاحمت کو جرم اور شرارت قرار دینے کے لیے بھرپور کوشش کریں اور اس کے لیے سرگرم عمل رہیں، نیز مزاحمت کے محور کے ساتھ ہر پہلو سے جنگ کا اعلان کریں تاکہ صیہونی رجیم کے ساتھ نارملائزیشن کے راستے کی اہم ترین رکاوٹوں کو دور کر سکیں،اور یوں امریکی صدر کی طرف سے غاصب رجیم کے سربراہ بنیامین نیتانیاہو کے ہمراہ اعلان کردہ صدی کی ڈیل کو حاصل کر سکیں۔ صیہونی غاصب رجیم کے ساتھ گٹھ جوڑ کرنے

والی حکومتوں کی اکثریت نے اس پر خاموشی اختیار کی ہے، بلکہ یہ حکومتیں تالیاں بجا کر اس ڈیل کی حمایت کر رہی ہیں تاکہ اسے پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔ اوراس سلسلہ میں نہ شرمندہ ہیں اور نہ ہی کسی سے ڈرتی ہیں۔

یہ وہی چیز ہے جسے آج بعض برسراقتدار عرب حکومتوں کے شیخوں نے صیہونی صلیبی حکومتوں کی استکباری طاقتوں کی سرپرستی میں اور عرب لیگ (عرب اکثریتی ریاستوں کی تنظیم) کی رضامندی سے ظاہر کیا ہے۔ انہوں نے صیہونی رجیم کے ساتھ نارملائزیشن کی پالیسی اور اس کے لیے ضروری اقدامات اٹھانے پر فلسطینی ریاست کے کھلے اعتراض کو مسترد کر دیا ہے، جو کہ صیہونی رجیم کے ساتھ نارملائزیشن کے ایشو پر سب کے اکٹھے ہونے کی تائید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فلسطینی ریاست نے سنہ ۲۰۲۰ - ۲۰۲۱ء کے لیے عرب لیگ کے اجلاس کی صدارت کرنے سے انکار کر دیا، تاکہ یوں عرب لیگ کے مؤقف کی مذمت کریں اور اپنی زندگی میں زبردستی نارملائزیشن اور صدی کی ڈیل کو نہ دیکھیں؛ چنانچہ اس منحوس معاہدے پر فلسطینی عوام اور مزاحمت کے محور کے علاوہ کسی نے اعتراض نہیں کیا، جیسا کہ یہ سب باتیں معلوم ہیں اور یہ سب کچھ یقینی طور سے ثابت ہے۔